منهاج الفرقة الناجية

فرقۂ ناجیہ کا منہج

اعداد:

عبد الہادی عبد الخالق مدنی

کاشانۂ خلیق، اٹوا بازار، سدھارتھ نگر، یوپی

داعی احساء اسلامک سینٹر، سعودی عرب

مقدمہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد:

زیر نظر کتابچہ "فرقۂ ناجیہ کا منہج" دراصل ایک تقریر ہے جو اسلامی وزارت برائے اسلامی امور ودعوت وارشاد مملکت سعودی عرب کی جانب سے لگائی گئی بارہویں نمائش برائے دعوتی وسائل کے موقع پر بمقام احساء، میدان جشن، بتاریخ: ۱۲/ذوالقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰/اکتوبر ۲۰۱۰ء بروز بدھ بعد صلاۃ عشاء احساء اسلامک سینٹر ہفوف کے زیر انتظام وزیر نگرانی کی گئی۔اس کے اندر فرقۂ ناجیہ کے منہج اوراس کی مضبوط و مستحکم بنیادوں کا تذکرہ ہے۔اس کی اہمیت وافادیت کو سامنے رکھتے ہوئے اسے کتابی شکل دے دی گئی۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اسے ہر خاص وعام کیلئے نافع بنائے۔اس کے مرتب اور اس کی نشرواشاعت میں معاون ہر فرد کو جزائے خیر سے نوازے۔آمین۔

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

کاشانۂ خلیق۔اٹوابازار۔سدھارتھ نگر۔یوپی

داعی احساء اسلامک سینٹر ہفوف، سعودی عرب

1431ھ/ 2010ء

فرقۂ ناجیہ کا منہج

إن الحمد لله ، نحمده ونستعينه ونستغفره ، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ، ومن يضلل فلا هادي له ، وأشهد أن لا إله إلا الله ، وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله .

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾﴾ آل عمران: ١٠٢

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴿١﴾﴾ النساء: ١

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَقُولُوا۟ قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَـٰلَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾﴾ الأحزاب: ٧٠ – ٧١

أما بعد : فإن خير الحديث كتاب الله ، وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم ، وشر الأمور محدثاتها ، وكل بدعة ضلالة ،

وكل ضلالة في النار .

قال الله عز وجل: ﴿ وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْ ﴾آل عمران : ١٠٣

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابَيْنِ افْتَرَقُوا فِي دِينِهِمْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً – يَعْنِي: الْأَهْوَاءَ –، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ ». (رواه أحمد و غيره و حسنه الحافظ)

و في رواية : «كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي». (رواه الترمذي و حسنه الألباني في صحيح الجامع).

اللہ تعالی نے تمام مسلمانوں کو قرآن مجید کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا ہے اور فرقہ بندی سے منع فرمایا ہے، نیز رسول اکرم ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ سابقہ امتیں یہود و نصاری فرقہ بندی کا شکار ہو گئیں ساتھ ہی یہ پیشین گوئی بھی فرمائی کہ امت مسلمہ ان امتوں کی روش اپنا کر فرقہ بندی میں مبتلا ہو گی اور صرف مبتلا ہی نہیں بلکہ ان سے ایک قدم آگے بڑھ جائے

گی، سابقہ امتیں بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئی تھیں، یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، ایک فرقہ کے سوا سب کے سب صراط مستقیم سے انحراف، کتاب وسنت سے رو گردانی اور اصل شریعت سے پہلو تہی کی بنا پر جہنم میں جائیں گے، صرف ایک ہی فرقہ جنت میں جائے گا جس نے جماعت سے خروج نہ کیا ہو گا، رسول اکرم ﷺ کی سنت اور آپ کے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریق کو مضبوطی سے تھاما ہو گا۔

متعین طور پر یہ کہنے کے لئے کہ فلاں فرقہ نجات یافتہ ہے اور فلاں اور فلاں فرقے جہنمی ہیں دلیل کی ضرورت ہے کیونکہ دلیل کے بغیر کوئی بات کہنا اللہ کے دین میں سخت منع ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ ٱلْفَوَٰحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَٱلْإِثْمَ وَٱلْبَغْيَ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُوا۟ بِٱللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِۦ سُلْطَٰنًا وَأَن تَقُولُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾ ﴾ الأعراف: ٣٣ (آپ فرمایئے کہ میرے رب نے تو بے حیائی کی باتوں کو، ظاہر ہوں یا پوشیدہ، اور گناہ کو، اور ناحق زیادتی کرنے کو

حرام کیا ہے، اور اس کو بھی کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ جس کی اُس نے کوئی سند نازل نہیں کی، اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔) نیز ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ ۚ إِنَّ ٱلسَّمْعَ وَٱلْبَصَرَ وَٱلْفُؤَادَ كُلُّ أُو۟لَـٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔولًا ﴿٣٦﴾﴾ الاسراء: ٣٦ (اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمھیں علم نہیں کیونکہ آنکھ اور کان اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے)۔

اکثر فرقوں کا یہ دعوی ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں اور ان کے مخالفین غیر نجات یافتہ ہیں۔ آیئے ہم دلیل کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ وہ فرقہ کون سا ہے تاکہ اپنے آپ کو اس سے جوڑ کر نجات حاصل کریں اور ہلاکت وتباہی سے محفوظ رہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: «إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟

قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي». (رواه الترمذي و حسنه الألباني في صحيح الجامع). بنو اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے، میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی، سب کے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے، صحابۂ کرام نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! وہ نجات یافتہ فرقہ کون سا ہو گا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي» (جس راہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں) یہ سنن ترمذی کی حسن درجہ کی حدیث ہے۔

آپ ﷺ نے کوئی نام بتانے کے بجائے وصف ذکر فرمایا کیونکہ نجات کے معاملہ میں وصف و کردار ہی کی اصل اہمیت ہے۔

آپ ﷺ کے قول سے یہ بات عیاں اور بیاں ہو جاتی ہے کہ فرقۂ ناجیہ وہ فرقہ ہو گا جو اپنے قول و عمل میں، ایمان واعتقاد میں، اخلاق ومعاملات میں غرضیکہ دین وشریعت کے تمام امور میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے منہج پر کاربند ہو گا۔ یہ فرقہ ہر طرح کے زیغ وضلال سے محفوظ اور سلامت رہے گا۔

یاد رہے کہ تہتر فرقوں میں صرف یہی ایک فرقہ "ناجیہ" ہے یعنی صرف اسے ہی جہنم سے نجات ملنے والی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

«كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً». (رواه أحمد و غيره و حسنه الحافظ)

یہی وہ فرقہ ہے جو کتاب و سنت اور صحابۂ کرام و سلف صالحین کی روش کو مضبوطی سے تھامنے والا ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي». (رواه الترمذي و حسنه الألباني في صحيح الجامع).

یہی فرقہ اہل سنت و جماعت ہے، یعنی دو عظیم خصوصیات کا حامل ہے:

پہلی خصوصیت: سنت سے تعلق اور وابستگی

اسی خصوصیت کی بنا پر فرقۂ ناجیہ کا ایک لقب اہل سنت ہے کیونکہ یہ اپنی زندگی کے تمام امور میں رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ کی سنتوں کا التزام کرتے ہیں، اپنی عقل اور رائے و قیاس کو کبھی سنت پر مقدم نہیں

کرتے، جبکہ دوسرے فرقے اہل بدعت ہیں، سنت کی طرف ان کی نسبت قطعاً نہیں ہوتی۔ان بدعتی فرقوں کی نسبت یاتوان کے قائدین اور بانیوں کی طرف ہوتی ہے جیسے قادیانی یا جہمی یاپھران کی نسبت ان کی بدعت وضلالت کی طرف ہوتی ہے جیسے قدریہ اور مرجئہ یا پھر ان کی نسبت ان کے افعال قبیحہ کی طرف ہوتی ہے جیسے رافضہ اور خوارج۔

دوسری خصوصیت: جماعت سے تعلق اور وابستگی

اسی خصوصیت کی بناپر فرقۂ ناجیہ کا دوسرا لقب اہل جماعت ہے، یعنی وہ حق پر اکٹھا ہوتے ہیں، مسلمانوں کی جماعت سے خروج کرکے فرقہ بندی نہیں کرتے۔

فرقۂ ناجیہ ہی وہ فرقہ ہے جسے اللہ کی مدد اور نصرت حاصل ہے کیونکہ جب اس نے اللہ کے دین کی مدد کی تو اللہ نے ان کی مدد فرمائی۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِن تَنصُرُوا۟ ٱللَّهَ يَنصُرْكُمْ﴾ محمد: ۷ ، نیز رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: «لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ

عَلَى ذَلِكَ». (رواه البخاري ومسلم) **میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی، اس کی مخالفت کرنے والے اور اسے بے سہارا چھوڑنے والے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے اور وہ اسی حال پر رہیں گے۔**

فرقۂ ناجیہ کے منہج کی چند بنیادیں:

یاد رکھئے کہ فرقۂ ناجیہ کا منہج چند مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر قائم ہے:

1 فرقۂ ناجیہ کے منہج کی پہلی مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

«ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما إن تمسکتم بهما: کتاب الله وسنتي». [رواه مالك بلاغاً والحاكم موصولاً بإسناد حسن]

«میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان دونوں کو مضبوط تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میری سنت».

جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو وہی اجماع معتبر ہے جو کتاب وسنت

دونوں یا ان میں سے کسی ایک پر مبنی ہو، اور جہاں تک عقل وفطرت کا معاملہ ہے تو وہ اگر کتاب وسنت کے موافق ہیں تو قابل قبول ہیں ورنہ ان کی یہ حیثیت نہیں ہے کہ وہ شرعی عقائد یا احکام کے لئے مصدر بن سکیں۔

نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا ۝٥٩ ﴾ النساء: ۵۹ (اے ایمان والو! فرماں برداری کرو اللہ تعالی کی اور فرماں برداری کرو رسول ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالی کی طرف اور رسول ﷺ کی طرف، اگر تمھیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔)

مذکورہ آیت میں أَطِيعُواْ ٱللَّهَ کہنے کے بعد وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ فرمایا کیونکہ یہ دونوں اطاعتیں مستقل اور بلا کسی شرط کے علی الاطلاق واجب

ہیں اور اولو الامر کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے أطیعوا أولي الأمر نہیں فرمایا کیونکہ وہ اطاعت مستقل نہیں ہے بلکہ اللہ ورسول کی اطاعت کے ساتھ مشروط ہے۔ایسے ہی تنازعہ کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانے کا حکم دیا، اللہ کی طرف لوٹانے کا مطلب اللہ کی کتاب قرآن مجید کی طرف لوٹانا ہے اور اللہ کے رسول کی طرف لوٹانے کا مطلب اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث اور آپ کی سنت کی طرف لوٹانا ہے، اختلاف کو حل کرنے اور تنازعہ کو ختم کرنے کا یہ ایک بہترین اصول دیا گیا ہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ یہی دین کے دو اصل مصدر ہیں۔

2 فرقۂ ناجیہ کے منہج کی دوسری مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کو عقل ورائے اور قیاس پر مقدم کرتے ہیں۔

کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُقَدِّمُواْ بَيۡنَ يَدَيِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٞ ١﴾ الحجرات: ١ (اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالی سننے والا جاننے والا ہے۔)

اللہ ورسول سے آگے بڑھنا یہ بھی ہے کہ کسی دینی معاملہ میں اللہ ورسول کا حکم دیکھنے سے پہلے ہی خود کوئی فیصلہ کرلیا جائے، یا ان کا فیصلہ آجانے کے بعد اپنی عقل، رائے یا سوجھ بوجھ کو ترجیح دی جائے۔

دراصل مذکورہ آیت میں ایمان والوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے جو فرشتوں کی صفت ہے۔ فرشتوں کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ لَا يَسْبِقُونَهُۥ بِٱلْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِۦ يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ ﴾

الأنبیاء : ۲۷ (وہ کسی بات میں اللہ سے آگے نہیں بڑھتے بلکہ وہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں لگے رہتے ہیں) فرشتوں کی بات اللہ کی بات کے تابع ہے اور فرشتوں کا عمل اللہ کے حکم کے تابع ہے، ایمان والوں کو بھی اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اسی قسم کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہر ایمان والے کے لئے ضروری ہے کہ شرعی معاملہ میں کوئی بات بولے تو رسول ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو پہلے دیکھے پھر اس کا تابع ہو کر بولے، زبان سے وہی بات کہے جو شریعت کہتی ہے، اعضاء سے وہی عمل کرے جس کی شریعت اجازت دیتی ہے، صحابہ وتابعین اور سلف صالحین کا یہی طریقہ تھا، وہ دین کی کوئی بات جاننا

چاہتے تھے تو اس کے لئے قال اللہ اور قال الرسول میں نظر کرتے تھے۔ یہی اصل سنت ہے اور یہی طریقۂ اہل سنت ہے۔

3 فرقۂ ناجیہ کے منہج کی تیسری مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کی کسی بات کو کبھی رد نہیں کرتے خواہ وہ خبر واحد ہی کیوں نہ ہو اور نہ اس میں تحریف کرتے اور نہ ہی اس کی بے جا تاویل کرتے بلکہ سر تسلیم خم کر دیتے اور اطاعت وفرماں برداری کے لئے سر جھکا دیتے ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَـٰلًا مُّبِينًا ﴿٣٦﴾﴾ الأحزاب: ٣٦

(اور کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالی اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔) نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟﴾

الحشر: ۷ (جو کچھ رسول تمھیں دے دیں لے لو اور جس سے تمھیں روک دیں رک جاؤ)

چنانچہ صحابہ وتابعین اور سلف صالحین کا یہ متفق علیہ اصول تھا کہ کسی کی رائے وقیاس، وجدوذوق ، حکمت وسیاست، فکر وفلسفہ، حکایات ومنامات اور معقولات کے ذریعہ قرآن مجید سے معارضہ نہیں کیا جاسکتا۔

یہی اہل سنت کا طریقہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے جو کچھ ثابت ہو جائے اسے فوراً قبول کرتے ہیں، اسے کسی حالت میں رد نہیں کرتے۔ اس کے بر خلاف اہل بدعت کا طریقہ یہ ہے کہ وہ پہلے ایک رائے قائم کرتے ہیں پھر کتاب وسنت میں دیکھتے ہیں اگر آیت یا حدیث ان کے موافق ہے تو اسے قبول کرتے ہیں اور اگر مخالف ہے تو تحریف یا تاویل یا مختلف شبہات پیدا کر کے اس سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔

4 فرقۂ ناجیہ کے منہج کی چوتھی مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے بعد صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال وفتاوے کو تلاش کرتے اور مابعد کے لوگوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں کیونکہ یہی رسول اکرم

ﷺ کی وصیت ہے، آپ کا ارشاد ہے: «إِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا،وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ».(رواه أحمد وأبوداود والترمذي وصححه الألباني) «تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارا اختلاف دیکھے گا، لہذا تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی کے ساتھ تھام لو، اسے دانتوں سے مضبوط جکڑ لو».

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: تم میں سے جو کسی کا اسوہ اپنانا چاہتا ہو وہ محمد ﷺ کے صحابہ کا اسوہ اپنائے کیونکہ وہ اس امت میں سب سے زیادہ نیک دل تھے، سب سے زیادہ گہرا علم رکھتے تھے، سب سے کم تکلف والے تھے، سب سے زیادہ درست راہ پر تھے، سب سے بہتر حال والے تھے، وہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت ورفاقت اور ان کے دین کی اقامت کے لئے منتخب کیا تھا، ان کی فضیلت کو پہچانو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو کیونکہ وہ صراط مستقیم کے

راہی تھے۔(جامع بیان العلم وفضلہ)

5 فرقۂ ناجیہ کے منہج کی پانچویں مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ عقیدہ کے ایسے مسائل اور غیبی امور کے پیچھے نہیں پڑتے جو انسانی عقل کی رسائی سے باہر ہیں بلکہ تسلیم ورضا اور ایمان وایقان کی روش پر قائم رہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ ﴾ الاسراء : ٣٦ (اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمھیں علم نہیں)۔

6 فرقۂ ناجیہ کے منہج کی چھٹی مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ اس مقصد کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں جس کے لئے جن وانس کی تخلیق ہوئی ہے، جس کے لئے کتابیں نازل کی گئیں، جس کے لئے رسول بھیجے گئے، یعنی بندوں کو ایک اللہ کی بندگی پر قائم کرنا، اللہ کی توحید میں پائے جانے ہر خلل کو دور کرنا۔ یہی انبیائے کرام کی اولین دعوت تھی، اہل سنت بھی توحید کو قائم کرنے اور شرک کو مٹانے کے لئے انبیاء کے اسوہ پر کاربند ہوتے ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ قُلْ إِنِّيٓ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ ٱللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ

ٱلدِّينَ ﴿١١﴾ ﴾ الزمر : ١١ ((اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کی اس طرح عبادت کروں کہ اسی کے لئے عبادت کو خالص کرلوں)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ وَلَقَدْ أُوحِىَ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَـٰسِرِينَ ﴿٦٥﴾ ﴾ الزمر : ٦٥ (اور (اے محمد ﷺ!) آپ کی طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو آپ سے پہلے ہو چکے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ﴾ النساء : ٤٨ (اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کردے)۔

آج شرک کا فتنہ بہت بری طرح عالم اسلام میں اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہے۔ قبے اور مزارات، درگاہوں پر عرس اور میلے، مشرکانہ مراسم، نذرانے اور چڑھاوے، تعویذ اور گنڈے، غیر اللہ کے لئے ذبح وقربانی، غیر اللہ سے شفا طلبی، حاجت روائی ومشکل کشائی، فریادرسی ودعا طلبی، الغرض شرک کی وہ کوئی صورت باقی نہیں جو بت پرست اپنے بتوں کے ساتھ یا صلیب پرست اپنے صلیب یا عیسی یا مریم علیہم السلام کے ساتھ کرتے ہیں مگر مسلمانوں نے اسے اپنے مدفون بزرگوں کے لئے اختیار کرلیا ہے۔ آج مزارات پر وہی کچھ ہوتا ہے جو غیر مسلموں کے مندروں اور تیرتھ استھانوں میں ہوتا ہے۔ آج مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد توحید سے بہت دور جاچکی ہے ۔ ضرورت ہے کہ سارے مسلمان دوبارہ اللہ کی نازل کردہ آخری کتاب قرآن مجید اور سنت صحیحہ کی طرف پلٹیں اور جس طرح سلف صالحین اور صحابہ وتابعین نے اسے سمجھا اور اس پر عمل کیا اسی طرح ہم بھی اسے اپنی زندگیوں میں برتیں۔

7 فرقۂ ناجیہ کے منہج کی ساتویں مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ اتباع

سنت اور اجتناب بدعت کو اپنا وطیرہ بناتے ہیں۔اتباع سنت وہ امر ہے جس کی تاکید قرآن وحدیث میں بار بار آئی ہے اور جس کے فضائل بارہا بیان کئے گئے ہیں:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ وَٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُم بِإِحْسَٰنٍ رَّضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٠٠﴾﴾ التوبۃ: ١٠٠ (اور وہ مہاجرین اور انصار جنھوں نے سبقت کی اور ایمان لانے میں پہل کی اور وہ لوگ جنھوں نے اچھے اور بہتر انداز میں ان کی اتباع کی، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔)

مہاجرین وانصار صحابہ اتباع رسول ﷺ کا اعلی نمونہ ہیں، اللہ تعالی

نے ان سے اپنی رضا کا اعلان کیا، نہ صرف ان سے بلکہ ان تمام لوگوں سے بھی اپنی رضا کا اعلان کیا جنھوں نے اچھے انداز میں ان اتباع کرنے والوں کی اتباع کی۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾ ﴾ النساء : ۱۱۵ (جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے باوجود بھی رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا اور جہنم میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔)

مذکورہ آیت میں رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور ایمان والوں کی راہ اپنانے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی مخالفت کرنے یا ان کی راہ چھوڑ کر کسی اور طرف جانے سے روکا گیا ہے، ظاہر ہے کہ اہل ایمان میں سب سے پہلے صحابۂ کرام آتے ہیں اور پھر جن لوگوں نے خوش اسلوبی کے ساتھ ان کی پیروی کی اور یہی

لوگ اہل سنت ہیں۔

نیز ارشاد ہے: ﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِي مُسۡتَقِيمٗا فَٱتَّبِعُوهُۖ وَلَا تَتَّبِعُواْ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَن سَبِيلِهِۦۚ ذَٰلِكُمۡ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ١٥٣﴾ الأنعام: ١٥٣ [اور یہ (دین) میرا سیدھا راستہ ہے، سو اس دین پر چلو، اور دوسری راہوں پر مت چلو، کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ نے تاکیدی حکم دیا ہے، تاکہ تم تقوی اختیار کرو]

اس آیت میں صراط مستقیم کی پیروی اور اتباع کا حکم دیا گیا ہے، اور دیگر منحرف راستوں کے اتباع سے روکا گیا ہے۔

یہاں صراط مستقیم سے سنت کی راہ مراد ہے، اور جن دیگر راہوں سے روکا گیا ہے وہ بدعت کے راستے ہیں۔ گناہ اور معصیت کے راستے یہاں مراد نہیں ہو سکتے، کیونکہ عبادت و تقرب کی خاطر کوئی شخص معصیت کو مستقل راستہ نہیں بناتا۔

امام مجاہد فرماتے ہیں کہ آیت میں سُبُل سے مراد بدعات وشبہات ہیں۔ (تفسیر طبری)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے اپنے ہاتھ سے ایک سیدھی لکیر کھینچی، پھر فرمایا: یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے۔ پھر آپ نے اس کے دائیں اور بائیں چند لکیریں کھینچیں، اور فرمایا: یہ وہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان بیٹھا ہوا اس کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِي مُسْتَقِيمًا فَٱتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلسُّبُلَ﴾ الأنعام: ۱۵۳ (مسند احمد، مستدرک حاکم، صححہ ووافقہ الذہبی)

ایک اور مقام پر اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ثُمَّ جَعَلْنَٰكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ ٱلْأَمْرِ فَٱتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ ٱلَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨﴾﴾ الجاثیۃ: ۱۸ (ہم نے آپ کے لئے دین کا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے آپ بس اسی کی اتباع کیجئے اور ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کیجئے جو

علم نہیں رکھتے۔)

آیت سے معلوم ہوا کہ اتباع شریعت ہی تمام دینی اعمال کی بنیاد ہے۔

یاد رہے کہ اتباع ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی محبت کی علامت بھی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾﴾ آل عمران: ۳۱ (کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔)

جب اتباع کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے تو آدمی بدعتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ جب تک اتباع کی راہ پر مضبوطی سے قائم رہتا ہے تب تک صراط مستقیم سے منحرف نہیں ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: « كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ؛ وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: « مَنْ

أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى». (رواه البخاري)

«میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جو انکار کر دے۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون انکار کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری پیروی کی جنت میں داخل ہوگا اور جس نے نافرمانی کی اس نے انکار کر دیا»۔

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو صلاۃ فجر پڑھائی، پھر ہم کو ایک بلیغ نصیحت فرمائی جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! گویا یہ رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے لہذا آپ ہمیں وصیت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا،وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ» (رواه أحمد وأبوداود والترمذي)

«میں تمھیں اللہ کے تقوی اور سمع وطاعت کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارا اختلاف دیکھے گا، لہذا تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی کے ساتھ تھام لو، اسے دانتوں سے مضبوط جکڑ لو، اور اپنے آپ کو نئی ایجاد شدہ چیزوں سے بچاؤ، اس لئے کہ ہر ایجاد شدہ چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے»۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اپنی اتباع واطاعت کا امت کے لئے بہترین نمونہ چھوڑ گئے۔ چنانچہ آیئے ہم اتباع صحابہ کے چند واقعات پر نظر ڈالتے ہیں۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو صحابہ نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سونے کی انگوٹھی نکال پھینکی اور فرمایا: «میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا» تو صحابہ نے بھی اپنی انگوٹھیاں نکال پھینکی۔

نیز بخاری ومسلم کی روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کے

پاس پہنچ کر اس کا بوسہ دیا اور فرمایا: "مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے تیرے اندر نفع ونقصان کی کوئی طاقت نہیں، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے بوسہ نہ دیتا"۔

صحیح مسلم میں ابو الہیاج اسدی رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: " کیا میں تمھیں وہ ذمہ داری دے کر نہ بھیجوں جو ذمہ داری دیکر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا، جو بھی مجسمہ دیکھنا اسے توڑ دینا اور جو اونچی قبر دیکھنا اسے زمین کے برابر کر دینا"۔

صحابۂ کرام جہاں ایک طرف اتباع میں پیش پیش رہتے تھے وہیں اتباع کی خلاف ورزی کے معاملہ میں نہایت سخت تھے۔ چنانچہ آیئے اس تعلق سے چند واقعات پر نظر ڈالتے ہیں۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سالم کی روایت ہے کہ ایک بار عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی ایک حدیث بیان فرمائی کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر عورتیں مسجد جانے کے لئے تم سے اجازت چاہیں تو انھیں مسجد جانے سے مت روکو، ان کے ایک صاحبزادے

بلال نے کہا کہ ہم تو انھیں ضرور روکیں گے۔ سالم کہتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے سخت بری گالی دی اس جیسی گالی میں نے ان سے کبھی نہیں سنی تھی، اور فرمایا: میں تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ ہم انھیں ضرور روکیں گے۔

بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو کنکریوں سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کنکریاں پھینکنے کا کھیل مت کھیلو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ نیز آپ کا ارشاد ہے کہ اس سے نہ ہی شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے بلکہ بسا اوقات اس سے دانت ٹوٹ جاتے ہیں اور آنکھ پھوٹ جاتی ہے۔ یہ واقعہ ہو جانے اور اس حدیث کے بیان کر دینے کے بعد ایک مرتبہ پھر اس شخص کو کنکریوں سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: میں نے تجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا ہے اس کے باوجود تو اس سے باز نہیں آتا، میں تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔

ائمۂ دین نے بھی ہمیشہ اتباع سنت کی تاکید کی ہے اور اس کے

بالمقابل رائے و قیاس، حکایات و منامات اور بے جا عقلیات و فلسفیات سے منع کیا ہے۔ چنانچہ امام شعبی کی روایت ہے کہ قاضی شریح کے پاس قبیلۂ بنو مراد کا ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا: اے ابوامیہ! انگلیوں کی دیت کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: دس دس اونٹ، اس نے کہا: سبحان اللہ! کیا انگوٹھا اور چھوٹی انگلی دونوں برابر ہیں؟ قاضی شریح نے کہا: سبحان اللہ! کیا تمھارا کان اور تمھارا ہاتھ دونوں برابر ہیں؟ کان اتنا چھوٹا ہے کہ کبھی بالوں سے اور کبھی ٹوپی سے چھپ جاتا ہے۔ جبکہ دونوں کی دیت نصف دیت ہے۔ تمھارا برا ہو! یاد رکھو کہ سنت تمھارے قیاس سے آگے ہے، اتباع کرو، بدعتی مت بنو، جب تک سنت و حدیث کو مضبوطی سے تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ ابو بکر ہذلی کا بیان ہے کہ امام شعبی نے مجھ سے کہا: اے ہذلی! اگر تمھارے قبیلے ہذیل کا عقلمند و انصاف پرور سردار احنف قتل کر دیا جائے اور ایک گود میں پلتا بچہ قتل کر دیا جائے تو دونوں کی دیت ایک ہو گی یا نہیں؟ میں نے کہا: ایک ہو گی؟ تو امام شعبی نے کہا: اب قیاس کہاں چلا گیا؟ یہ سنن دارمی کی روایت ہے۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں: "ہم ہمیشہ سنت کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں، ہمیں سنت جہاں لے جائے وہاں جاتے ہیں"۔ اسے امام لالکائی نے اصول اعتقاد میں ذکر فرمایا ہے۔

8 فرقۂ ناجیہ کے منہج کی آٹھویں مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے اتحاد واتفاق کے حریص ہوتے ہیں کیونکہ فرقہ بندی وہ بدترین عمل ہے جس سے کتاب وسنت میں بار بار منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَٱعْتَصِمُوا۟ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۟ ﴾ آل عمران: ۱۰۳ (سب لوگ مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ بندی نہ کرو) نیز ارشاد ہے: ﴿ وَلَا تَكُونُوا۟ كَٱلَّذِينَ تَفَرَّقُوا۟ وَٱخْتَلَفُوا۟ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ ٱلْبَيِّنَٰتُ ۚ وَأُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝١٠٥ ﴾ آل عمران: ۱۰۵ (تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا، انھیں لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے)۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی تمھارے لئے تین باتوں کو پسند کرتا ہے اور تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے: اللہ تعالی تمھارے لئے یہ پسند کرتا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرو، اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور فرقہ بندی نہ کرو، اور یہ کہ تم اس شخص کے ساتھ ناصحانہ اور ہمدردانہ رویہ اختیار کرو جس کو اللہ نے تمھارے امور کا والی اور ذمہ دار بنایا ہے۔۔۔

مسلمانوں کے اتحاد واتفاق، آپسی محبت وہمدردی اور باہمی تعاون وبھائی چارگی کو حدیث میں ایک زبردست مثال کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے۔

عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى». (رواه البخاري ومسلم) «باہمی محبت وشفقت اور رحمدلی میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے، اگر ایک عضو کو تکلیف

ہوتی ہے تو سارا بدن بخار اور بیداری کے ساتھ تڑپ جاتا ہے»۔

اہل سنت و جماعت کے افراد اجتہادی مسائل میں بعض اختلافات کے باوجود آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، ایک دوسرے کے پیچھے صلاۃ ادا کرتے ہیں۔ آپس میں بغض وعداوت نہیں رکھتے، نہ تفرقہ بازی اور گروپ بندی کرتے ہیں اور نہ ہی تکفیر و تضلیل کرتے ہیں، اہل سنت کا ماننا ہے کہ اجتہادی مسائل کی بناپر گروپ بندی کرنا اہل بدعت کا طریقہ ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ رب کریم ہمیں حق کو حق کی صورت میں دکھلائے اور اس کے اتباع کی توفیق سے نوازے اور باطل کو باطل کی صورت میں دکھلائے اور اس سے دور بہت دور محفوظ رکھے۔ آمین

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وصلى الله على نبينا وسلم.